JOURNAL OF ACADEMIC RESEARCH FOR HUMANITIES
ISSN 2663-192x

HJRS Link: Journal of Academic Research for Humanities (HEC-Recognized for 2022-2023)
Edition Link: Journal of Academic Research for Humanities, 3(3) July-September 2023
License: Creative Commons Attribution-Share Alike 4.0 International License
Link of the Paper: https://jar.bwo.org.pk/index.php/jarh/article/view/307

AN ANALYTICAL STUDY OF "SHAHNAMA HUSAYN"

"شاہنامہ حسین" کا تجزیاتی مطالعہ

Author 1:	**DR. AMMARA IQBAL,** Principal, Government Graduate College for Women Khan Pur, Pakistan. ammaraiqbal2015@gmail.com
Co-Author 2:	**DR. MUHAMMAD RAFIQUL ISLAM,** Chairman/Associate Professor, Department of Iqbal Studies, IUB Bahawalpur, Pakistan. rafiqul.islam@iub.edu.pk
Corresponding & Co-Author 3:	**DR. MUHAMMAD ASGHAR SIAL,** Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, IUB Bahawalpur, Pakistan. muhammadasghar@iub.edu.pk

Paper Information

Citation of the paper:
(APA) Iqbal. Ammara, Islam. Muhammad R., and Sial. Muhammad A., (2023). An Analytical Study of “Shahnama Husayn”. In Journal of Academic Research for Humanities, 3(3), 44–53B.

Subject Areas:
1 Urdu Literature
2 Humanities

Timeline of the Paper:
Received on: 05-07-2023
Reviews Completed on: 10-09-2023
Accepted on: 27-09-2023
Online on: 30-09-2023

License:
CC BY SA
Creative Commons Attribution-Share Alike 4.0 International License

Recognized:
HJRS HEC Journal Recognition System

Published by:
BWO RESEARCHES (PVT) LTD PAKISTAN

Abstract

Gulzar Ahmed Nadim Sabri belonged to Tehsil Khanpur, Distt. Rahim Yar Khan. "Shahnama-e-Hussain" is his considerable masterpiece. "Shahnama-e- Hussain" has great importance in Urdu literature, deferentially with historiography and outpouring. We find evidence of deep integrity, enthusiastic affection, and immeasurable attachment in the eulogies of "Shuhada-E-Karbala" and "Ahl-E-Bait". The lessons of declaration of authenticity, regard for rights, ultimatum, fulfillment of promise, patience, firmness, self-respect, forgiveness, abstinence, and contentment are found in this book. Genteelism, Compositions, Rhetoric, and Imagery have been beautifully used in this book.

Keywords: Gulzar Ahmed Nadam Sabri, Shahnama-e-Hussain, Urdu Literature, Shuhada-E-Karbala, Ahl-E-Bait, Rhetoric and Imagery,

مجید اور اسوۂ رسول کو مقدم رکھا۔ جو روایت اِن کی تائید میں نہ ملی اُس کو مسترد کر دیا اور جو مصائب اور تکلیفیں اہلِ بیت پر ٹوٹیں اُن کے ردِ عمل میں صبر واستقلال اور رضائے الٰہی کو نظر سے نہ ہٹایا۔

"شاہنامہ حسین" کے متعلق عبد الرشید لکھتے ہیں:

"شاہنامہ حسین" کامیاب کوشش کا نتیجہ ہے، اِس میں واقعہ کربلا کو مستند کتب تاریخ و حدیث مثلاً مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابو لیلیٰ، کامل ابنِ اثیر، مروج الذہب، مسعودی شمائل ترمذی، سر الشہادتین، تاریخ خلفائے بنو اُمیہ، مرج البحرین، ناسخ التواریخ، ابصار العین وغیرہ سے استنباط کر کے نہایت تحقیق اور کاوش کے ساتھ صحیح اسناد پر اِس تالیف کو مبنی کیا ہے۔" ۔ (عبد الرشید، پیش لفظ: شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین" میں اِس بات کو خاص طور پر مدِ نظر رکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کے کسی فرقے کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ سنتِ نبویؐ اور روحانی اندازِ فکر کو اِس طرح اپنایا ہے کہ فروعی اختلافات پیدا نہ ہوں اور اِس کے ساتھ ساتھ حضرت امام حسین کی محبت وعقیدت سے اتحاد بین المسلمین کی ضرورت کو اہمیت دی گئی ہے۔ نادمؔ صابری نے کردارِ حسینی کو اِس طرح نمایاں کیا ہے کہ ملتِ مسلمہ صبر حسین کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنا کر صراطِ مستقیم کا سفر جاری رکھ سکے۔

مرثیے کی صنف کرب وبلا کی کیفیات کا بیان اور شہداء سے عقیدتوں کا اظہار ہے۔ واقعۂ کربلا تاریخ اسلام کا وہ بے مثال کارنامہ ہے جس پر پوری انسانی برادری ناز کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ "شاہنامہ حسین" میں اہلِ بیت اور شہدائے کربلا کی مدح میں بے پایاں عقیدت، گہرے خلوص اور پر جوش محبت کا ثبوت بھی ملتا ہے اور انسانی زندگی کو جور وجبر سے آزاد کرنے کی کاوش بھی ہے۔

نادمؔ صابری نے "شاہنامہ حسین" میں جن اہلِ بیت اور امام حسین کے وفادار ساتھیوں کے سراپے بیان کیے ہیں اُن کی گفتار و کردار، عمل و فکر سب منشائے ایزدی کے تابع ہے۔ نادمؔ صابری جبیں، ابرو، لب و رخسار، سرگیں آنکھیں، دندانِ مژگاں کی بھی بات کرتے ہیں لیکن اِن اوصاف کا حقیقی سرچشمہ ذاتِ نبویؐ ہے۔

حضرت امام حسین کا سراپا یوں بیان کرتے ہیں:

تعارف مصنف:

گلزار احمد نادمؔ صابری، ریاست کپور تھلہ (مشرقی پنجاب) سے ہجرت کر کے پاکستان پہنچے اور ضلع رحیم یار خان کی تحصیل خان پور میں سکونت اختیار کی۔ نادمؔ صابری سادہ دل، سلیم الطبع اور نیک فطرت انسان تھے۔ اُنہوں نے مرثیہ گوئی کا آغاز اُس وقت کیا، جب بہت سے شاعر مرثیہ لکھ رہے تھے اور اِس کو عروج حاصل تھا۔ اُس وقت نادمؔ صابری نے "شاہنامہ حسین" کی کامیاب کوشش کی۔ اُنہوں نے فنِ شاعری کو باقاعدگی سے حاصل نہیں کیا بلکہ اِن کی طبع زاد مشق ہے۔ اِن کی شاعری کا خاصا جذبات کی صحیح عکاسی اور تسلسلِ فکر ہے۔ مبالغہ آرائی اور بناوٹ اِن کے ہاں نظر نہیں آتی۔

ابتدائیہ:

"شاہنامہ حسین" نادمؔ صابری نے حفیظ جالندھری کے "شاہنامۂ اسلام" سے متاثر ہو کر لکھا۔ جب "شاہنامۂ اسلام" کی برصغیر کے مسلمانوں میں دھوم تھی اور حفیظ جالندھری اپنے کلام کو قریہ قریہ دِل نشیں ترنم سے پیش کرتے تھے اُن دِنوں نادمؔ صابری بھی محفلوں میں اِن کا کلام سننے کو پہنچتے۔ یہ چاہتے تھے کہ حفیظ جالندھری اِس سلسلۂ نظم کو اہلِ بیتِ رسول اللہ تک یا واقعۂ کربلا تک وسعت دے دیتے۔ اُنہوں نے اپنی اِس خواہش کا اظہار حفیظ جالندھری سے بھی کیا اور اُنہوں نے کہا کہ یہ کام ناممکن نہیں تو دُشوار ضرور ہے۔ اِس جواب سے نادمؔ صابری کے دِل میں طوفان کروٹیں لینے لگا اور اُنہوں نے اللہ کے حضور آہ وزاری کی اور دعا مانگی کہ اتنی توفیق مجھے عطا کر کہ میں حضرت امام حسینؑ کی بے مثال داستانِ تسلیم ورضا رقم کر سکوں۔ خدا نے اِن کی دُعا قبول کر لی اور اُنہوں نے "شاہنامہ حسین" منظوم کر لیا۔

"شاہنامہ حسین" دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اوّل ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا۔ "شاہنامہ حسین" جلد اوّل کو ۱۸۵ عنوانات کے تحت تحریر کیا گیا۔ "شاہنامہ حسین" حصہ دوم اگست ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ جلد دوم کو ۱۲۹ عنوانات کے تحت تحریر کیا گیا۔

"شاہنامہ حسین" واقعہ نگاری اور اظہارِ جذبات کے لحاظ سے اُردو ادب میں اہم مقام رکھتا ہے۔ اِس کو لکھتے وقت نادمؔ صابری نے قرآن

یہ کون آیا ہے دیکھو ہم شبیہ سرورِ عالمؐ
وہی نقشہ وہی جلوہ وہی چتون وہی دم خم
جبیں روشن کمال ابرو متیں چہرہ حسیں آنکھیں
گھنی داڑھی سیہ زلفیں نشیلی سرمگیں آنکھیں
بدن موزوں، قدِ رعنا، بلند اقبال نیک اختر
گل خنداں شہہ خوباں کشادہ دل حیا پرور
یہی دوشِ رسول اللہ کا راکب ہے پہچانو!
یہی دلبر شہادت کی طرف راغب ہے پہچانو!

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

نادمؔ صابری نے فوجِ یزید کے جن پہلوانوں کا حلیہ پیش کیا ہے اُن کے پاس صرف جسمانی طاقت ہے، دیو قامتی ہے، فنونِ حرب کی مہارت ہے، مکر و دغا اور جبر و جفا جیسے بُرے اوصاف ہیں۔ یہ افراد منفی قدروں کا مجموعہ ہیں۔ یزید کا سراپا یوں بیان کرتے ہیں:

جبیں کوتاہ، فربہ پیٹ، دل تاریک، بدباطن
حیا و شرم سے عاری وفا و رحم کا دشمن
سمٹ کر ساری دنیا کی نحوست اُس میں آئی تھی
کہ شیطان لعیں نے خود یزیدی شکل پائی تھی

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

اہلِ کوفہ اموی حکومت کے نااہل حکمرانوں سے ہمیشہ ناراض رہے۔ یزید جیسا عیاش حکمران جب اُن پر مسلط ہوا تو اُن میں اشتعال پیدا ہو گیا۔ اہلِ کوفہ نے امام عالی مقام کو کوفہ میں آنے اور اُن کے دستِ حق پر بیعت کی دعوت دی۔ اِس صورتِ حال میں امام حسین نے مدینہ سے کوفہ کی طرف رختِ سفر باندھا۔

بقول کفایت حسین کھوکھر:

”مدینہ سے مکہ روانہ ہونے سے قبل چند حضرات نے آپؑ کو مشورہ دیا کہ آپؑ مدینہ چھوڑ کر نہ جائیں لیکن آپؑ نے سوچا کہ کہیں میرے حامیوں اور حکومت کے درمیان ایک مسلح جنگ کی فضا پیدا نہ ہو جائے اور خون خرابہ کی نوبت نہ آجائے اور میرے نانا کا مدینہ جسے آپ نے حرم قرار دیا تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ مقدس سرزمین میرے خون سے رنگین ہو جائے“ (کفایت حسین کھوکھر، شاہنامہ حسین، روزنامہ اوصاف ملتان)۔

نادمؔ صابری بتاتے ہیں کہ حضرت امام حسین کے مدینے سے رخصت ہونے کے ساتھ ہی مدینہ سے خوشی بھی رخصت ہو جاتی ہے اور در و دیوار، چرند، پرند، زمین، آسماں چپ سادھ لیتے ہیں:

خوشی کے دن گئے اے دل، شبِ غم ہے شبِ غم ہے
وطن کا ذرہ ذرہ محوِ غم ہے وقفِ ماتم ہے

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

امام حسین جب مدینہ سے مکہ پہنچتے ہیں تو فطرت جھوم اُٹھتی ہے اور اِس انداز سے اُن کا پرجوش استقبال کرتی ہے:

اچانک نیند میں ڈوبی ہوئی بادِ صبا جاگی
مسلّتی اپنی آنکھیں جانب صحنِ حرم بھاگی

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

حضرت امام حسین مکہ سے بھی ہجرت کرتے ہیں اور کوفہ کی جانب روانہ ہوتے ہیں۔ کوفہ کی جانب سفر کے دوران رملہ کے مقام پر فرزوق شاعر سے امام حسین کی ملاقات ہوتی ہے اور منزلِ ثعلبہ پر بکر بن اسعدی ملے۔ اُنہوں نے امام حسین کو کوفہ جانے سے روکا لیکن باطل قوتوں سے مغلوب ہونے والے نہیں تھے اور دینِ احمد کی حفاظت کے لیے روانہ ہو گئے۔ کربلا پہنچے تو نادمؔ صابری کربلا کا جو نقشہ بیان کرتے ہیں وہ ایک دہشت زدہ شہر کا نقشہ ہے جو اللہ کی ہر نعمت سے خالی ہے۔ اِس شہر کی پوری زندگی معطل ہو چکی ہے، ہر طرف اُداسی چھائی ہوئی ہے۔ کربلا میں آمد کو یوں بیان کرتے ہیں:

سحر آئی تو نظروں کے مقابل اِک بیاباں تھا

نادمؔ صابری نے رجز میں حقیقت اور عقیدت کو پیش کیا ہے۔ حضرت قاسم کا رجز یوں بیان کیا ہے:

خدا کے باغیو! میں آگیا ہشیار ہو جاؤ
اجل سے جنگ لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ
ارے قاسم ہوں میں تم کو ابھی تقسیم کر دوں گا
جو سالم روبرو آئے گا میں دو نیم کر دوں گا

جسے اُس رُستمِ دوراں نے اپنی ڈھال پہ روکا
مگر اللہ جانے کس قدر پُرکار تھا نیزہ
اِدھر روکا اُدھر قلب و جگر کے پار تھا نیزہ
(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

ہزاروں زہر بھیگے تیر اُگلے نم کمانوں نے
ہزاروں برچھیاں سر کیں بہادر میزبانوں نے
نکلتی ہی چلی آتی تھیں شمشیروں پہ شمشیریں
بدلتی ہی چلی جاتی تھیں تقدیروں پہ تقدیریں
(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

حضرت امام حسین کے سامنے اِن کے بیٹوں، بھانجوں، بھتیجوں اور وفادار ساتھیوں کو شہید کیا گیا، انہیں بھوکا پیاسا رکھا گیا لیکن امام حسین کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ حضرت امام حسین ہر شہید کے ساتھ شہید ہوئے کیوں کہ آپ کو تمام دِن موت کا سامنا رہا۔ حضرت علی اصغر جو کہ چھ ماہ کے تھے دشمن نے گلے میں تیر مار کر شہید کر دیا۔ نادمؔ صابری لکھتے ہیں:

ہوا پیوست آ کر بے خطا ننھی سی گردن میں
تڑپ کر رہ گئی نازک سی جاں حسرت کے دامن میں
(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

حضرت امام حسین جیسی مقدس ہستی جن کی گردن پر آنحضورؐ نے بوسے لیے، اُس گردن کو سجدے کی حالت میں تن سے جدا کر کے شہید کر دیا تھا۔ اِس عظیم شہادت پر آسمان نے خون کے آنسو بہائے اور زمین کا سینہ پھٹ گیا۔ حضرت امام حسین شہادت کے وقت سجدے میں ہوتے ہیں اور اِن کے اہلِ خانہ اُن پر قربان ہو رہے ہوتے ہیں:

جبیں خونچکاں کو پھر زمیں کی خاک نے چوما
مگر اب خاک سے پہلے شہہِ لولاک نے چوما
لب و رخسار پر حیدر نے رو رو کر دیئے بوسے
دُکھی اماں نے اِک اِک عضو پر قرباں کیے بوسے
حسن پروانہ وار اِس شمع کے چاروں طرف گھومے
ملائک نے بھی آ کر عرش سے اِن کے قدم چومے

بنو ہاشم کبھی مروانیوں سے ڈر نہیں سکتے
زنازادے کبھی اِن پر حکومت کر نہیں سکتے
(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

دشمنِ اسلام تمیم بن قحبطہ کا رجز، نادمؔ صابری یوں بیان کرتے ہیں:

قریب آ کر پکارا اے حسین ابنِ علی آؤ!
ہمارے روبرو آ کر ذرا شمشیر لہراؤ
ہماری جرأت و قوت مسلّم ہے زمانے میں
کہ ہم سا دوسرا مردِ جری کم ہے زمانے میں
ہمارے روبرو بھی کر دکھاؤ کارِ مردانہ
کہ ہم بھی دیکھ لیں ہوتا ہے کیا اندازِ شاہانہ
(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

نادمؔ صابری نے تلوار، اسلحہ جنگ کی تعریف اور گھوڑے کی سبک روی کی توصیف اور جنگ وجدل کا عمل اِس طرح بیان کیا ہے کہ بہادری اور شجاعت کا جذبہ اُبھرنے لگتا ہے۔ جس گھوڑے پر امام حسین سوار ہوئے وہ اپنے آپ پر فخر محسوس کرتا ہے۔ نادمؔ صابری اِس گھوڑے کی تعریف یوں کرتے ہیں:

عقیدت منداِس گھوڑے کو دلدل پاک کہتے ہیں
اِسی رہوار کو اسپِ شہہِ لولاک کہتے ہیں
شرف پایا تو گھوڑا ہنہنایا جوش میں آ کر
بجا تھا فخر اِس کا پشت پر تھے وارثِ حیدر
(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

حضرت علی اکبر کی تلوار کا ذکر یوں کرتے ہیں:

یہ تیغِ برق دم کچھ اِس ادا سے وار کرتی تھی
کہ اِک اِک وار سے دس دس عدو فی النار کرتی تھی
(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

جنگ میں استعمال ہونے والے دوسرے آلاتِ جنگ کی تعریف بھی نادمؔ صابری نے کمال خوبی سے کی ہے۔ حضرت علی اکبر کے نیزے کا ذکر اِس طرح کرتے ہیں:

اِدھر اکبر کا نیزہ سینۂ دشمن پہ جا پہنچا

سنبھلنے کا ابھی تک وقت باقی ہے سنبھل جاؤ

(نادمؔ صابری،شاہنامہ حسین)

حضرت امام حسین نے وقتاً فوقتاً فوجِ یزید کو خطبات دیے، حق کی راہ دکھائی اور حق و باطل کا فرق نمایاں کیا۔ حضرت امام حسین ناقہ پر سوار ہو کر بغرض اتمام حجت میدان میں تشریف لاتے ہیں، کیوں کہ عرب میں کسی کا ناقہ پر سوار آنا جنگ کی بجائے بات چیت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ نادمؔ صابری لکھتے ہیں:

ارے تم اب بھی رُک جاؤ بدی سے باز آ جاؤ
بچو لو گو تم اپنی خود کشی سے باز آ جاؤ
تمہاری خود کشی ہے مرکزِ ایماں سے پھر جانا
تمہاری خود کشی ہے آل سے قرآں سے پھر جانا

(نادمؔ صابری،شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین" میں کئی مقامات پر حق و باطل کا فرق نمایاں کیا ہے۔ حق کبھی بھی باطل کے آگے نہیں جھکتا، چاہے کتنا بھی ظلم و ستم روا رکھا جائے۔ کیوں کہ ایمان والے قرآن کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں:

صداقت جھوٹ کے روکے تو لوگو! رُک نہیں سکتی
امامت قوتِ باطل کے آگے جھک نہیں سکتی

(نادمؔ صابری،شاہنامہ حسین)

آنحضورؐ کی زندگی کی عملی تصویر واقعۂ کربلا میں نظر آتی ہے۔ حضرت امام حسین کے ساتھی اور گھر والے صبر و توکل، استقامت اور تسلیم و رضا کے طالب ہیں۔ حضرت امام حسین کی بیوی شہر بانو جو کہ نوشیرواں عادل کی بیٹی تھی۔ شاہِ عجم کی گود میں پلی بڑھی تھیں۔ جب امام حسین نے ان سے فرمایا کہ آپ علی اصغر کو لے کر ایران چلی جائیں تو اُنھوں نے جانے سے انکار کر دیا:

بوقتِ امتحاں یہ گود خود ویران کر دوں گی
یہ ننھی جان سو سو جان سے قربان کر دوں گی
مگر جھکنے نہ دوں گی صبر و استقلال کا پرچم
سدا اونچا رہے گا مصطفیٰ کی آل کا پرچم

(نادمؔ صابری،شاہنامہ حسین)

حضرت امام حسین نے شہادت پا کر حق کا بول بالا کر دیا۔ حق و باطل کی ازل سے جاری جنگ میں حق کو فتح ہوئی۔ امام حسین نے حق کی سربلندی کے لیے لازوال قربانی دی۔

سید محمد نقی نقوی رقم طراز ہیں:

"کربلا حق و باطل کی جنگ اور خیر و شر کا وہ معرکہ اور نیکی و بدی کی ابدی کش مکش کا تابناک مظہر ہے، یہ ایک ایسی نورانی مشعل ہے جو راہِ صداقت کی طرف ہماری راہ نمائی کر رہی ہے" (سید نقی نقوی، شاہنامہ حسین، روزنامہ جنگ لاہور)۔

اہلِ بیت کی شہادتوں کے بعد ان کی ماں، بہن اور پھوپھی وغیرہ نے ان کے جسدِ خاکی پر بین کیا۔ یہ مضمون بھی مرثیے کا اہم جزو ہیں۔ نادمؔ صابری نے بین کو یوں بیان کیا ہے:

جنابِ سیدہ کی روح کو تڑپا دیا اُس نے
پکاریں یا الٰہی دیکھتا ہے؟ کیا کیا اس نے
الٰہی! اس نے میری گود کو ویران کر ڈالا
تیرے محبوبؐ کے محبوب کو بے جان کر ڈالا
جلائے جا پھر اُس دوزخ میں یارب ہڈیاں ان کی
میرے بابا بھی سن پائیں نہ فریاد و فغاں ان کی

(نادمؔ صابری،شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین" میں تمام مکارمِ اخلاق موجود ہیں۔ اعلانِ صداقت، پاسِ حق، اتمامِ حجت، ایفائے عہد، صبر، ہمت و استقلال، خودداری، ایثار، دشمنوں سے حسنِ سلوک، عفو و درگزر، صلح پسندی، بڑوں کا احترام، صبر و شکر، انسانی ہمدردی، عبادت و ریاضت، زہد و قناعت، دنیا کی بے ثباتی وغیرہ ان تمام اخلاقِ حسنہ کا درس "شاہنامہ حسین" میں موجود ہے۔

امام حسین جنگ کرنے میں پہل نہ کرتے تھے اور دشمنوں کو جنگ سے باز رہنے کی نصیحت فرماتے ہیں۔ دشمن جب اپنی کمانوں میں تیر سیدھے کر چکے تھے تو امام حسین فرماتے ہیں:

بلند آواز سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو!

تکبر کے علمدارو! تکبر روسیاہی ہے

تکبر چھوڑ دو دیکھو تکبر میں تباہی ہے

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین"میں دنیا کی بے ثباتی کا فلسفہ بھی ملتا ہے۔ تاج و تخت یا اقتدار پر فخر کرنا اور صاحب تاج و تخت کا یہ سمجھ لینا کہ حکومت کا یہ تاج ہمیشہ اِس کے سر پر رہے گا، نادانی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ حضرت علی اکبر جب میدانِ جنگ میں آتے ہیں تو اُن سے یزیدی فوج کے عمر بن سعد مخاطب ہوتے ہیں کہ آپ اپنی جوانی کے بارے میں سوچیں۔ اگر آپ میرے لشکر میں آ جائیں تو دنیا کی ہر آسائش کے ساتھ ساتھ مملکت بھی انعام میں دی جائے گی لیکن حضرت علی اکبر ابنِ سعد کو جواب دیتے ہیں:

مجھے کہتا ہے "میں" اپنی جوانی کے لیے سوچوں؟

جہاں کی چند روزہ زندگانی کے لیے سوچوں؟

ذرا سی دیر میں کھل جائے گا یہ عقدۂ ہستی

تیرا دل خود پکارے گا فنا کس کی بقا کس کی

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

شہادت کا رتبہ بہت بلند ہے۔ کیوں کہ اللہ فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے مارے جاتے ہیں وہ مردہ نہیں ہوتے بلکہ ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں۔ زندگی اور موت کے اِس فلسفے کو نادمؔ صابری یوں لکھتے ہیں:

جو مومن ہیں کبھی وہ بے رضا پانی نہیں پیتے

جو جیتے ہیں نہیں پیتے جو پیتے ہیں نہیں جیتے

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

اسلام عفو و درگزر کا نام ہے۔ حر بن یزید کو ابنِ زیاد نے ایک ہزار فوج دے کر امام حسین کا راستہ روکنے پر مامور کیا۔ حُر میدانِ جنگ میں یزید کی حمایت چھوڑ کر امام حسین کے لشکر میں شامل ہو گیا اور معافی مانگی۔ حضرت امام حسین سے اپنے گناہوں کی تلافی کے لیے میدانِ جنگ میں جانے کی اجازت طلب کی لیکن امام حسین نے نہ صرف اُسے معاف کیا بلکہ انہیں اپنے سے پہلے میدانِ جنگ میں جانے سے روکا:

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

یزیدی فوج نے اہلِ بیت کے لیے پانی بند کر دیا اور ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی لیکن یہ آلِ رسولؐ خدا کی رضا پر راضی تھی اور توکل اور اطاعتِ خداوندی کو نہ چھوڑا۔ حضرت سکینہ جب پیاس کی شدت سے نڈھال ہوتی ہیں تو حضرت زینب انہیں صبر و رضا کا درس دیتے ہوئے کہتی ہیں:

نبیؐ کا کام تھا بیٹی! توکل بہ خدا رہنا

علی کا کام تھا مشکل میں راضی بہ رضا رہنا

ہمارے ہاتھ سے گر دامنِ صبر و رضا چھوٹا

تو پھر سمجھو! علی چھوٹا، نبیؐ چھوٹا، خدا چھوٹا

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین"میں تکبر اور خودپرستی سے بچنے کا درس بھی ملتا ہے۔ حضرت قاسم جب میدانِ جنگ میں آتے ہیں تو یزیدی فوج کا سپہ سالار ارزق کو ان سے مقابلے کا حکم دیتا ہے لیکن ارزق نے حضرت قاسم جیسے کمسن لڑکے سے لڑنے کے لیے انکار کر دیا کہ ہم مردِ جری ہو کر طفلِ مکتب سے لڑیں۔ اُس نے مقابلے کے لیے اپنا ایک بیٹا بھیج دیا جو کہ اپنی جسامت، جسارت، وجاہت اور امارت پر بہت نازاں تھا۔ یہ تیر، کمان سے لیس ہو کر میدان میں پہنچتا ہے اور دوسری طرف حضرت قاسم کے پاس نہ کوئی ترکش اور تیر تھا۔ لیکن حضرت قاسم نے اُس کی تلوار کو اپنے ہاتھ پر روکا اور اُسے تان کر مارا جس سے ارزق کے بیٹے کا سینہ چھلنی ہو گیا اور وہ مر گیا، اس کے بعد دوسرا بیٹا، پھر تیسرا اور آخر میں چوتھا بیٹا بھی موت کی دہلیز پر جا پہنچا۔ جس سے ارزق پر رنج و غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور جو حضرت قاسم پر ہنس رہا تھا اپنی قسمت پر رو بیٹھا۔ ارزق غم و غصہ میں اپنا عقل و ہوش کھو بیٹھتا ہے اور اپنے فرزندوں کے قتل کا بدلہ چکانے میدانِ جنگ میں پہنچتا ہے لیکن حضرت قاسم کے ہاتھوں اِس ایمان کے دشمن کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اُس کا غرور خاک میں مل گیا:

ارے او خود پرستو! خودپرستی حرفِ باطل ہے

کتابِ زندگی میں لفظ "ہستی" حرفِ باطل ہے

اور انسان بے ساختہ "ہائے حسین" پکار اُٹھتا ہے لیکن اِس کے برعکس "شاہنامہ حسین" ایک ایسا مؤثر سلسلہ نظم ہے جسے پڑھ کر قاری کی زبان سے خود بخود "واہ حسین" کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔

"شاہنامہ حسین" میں نئے نئے الفاظ کے ساتھ ساتھ تراکیب بھی انوکھی ہیں۔ ترغیب باطل، امیر وقت، آتش گریہ، اہل جفا، غریبانِ حرم، فرشِ خاک، اہلِ وفا شامل ہیں۔

نادؔم صابری کے تخلص کا اِن کے کلام پر گہرا اثر ہے اور مرثیے میں کئی بار تخلص کا ذومعنی خوب صورت استعمال کیا ہے:

"معافی" پھر " تلافی" دو ہی تھے مقصود خادم کے
تقاضے دیکھئے اِس پُر خطا خوش بخت نادؔم کے

(نادؔم صابری، شاہنامہ حسین)

نادؔم صابری نے "شاہنامہ حسین" کو مثنوی کی ہیئت میں لکھا ہے اور طویل بحر کو سلیقے سے برتا ہے اور یہ بحر ان کے مزاج اور لہجہ کو ظاہر کرتی ہے:

اوائل شب کا عالم ہے نمازی مل کے بیٹھے ہیں
زمیں کے فرش پر پیاسے حجازی مل کے بیٹھے ہیں

(نادؔم صابری، شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین" میں قافیہ اور ردیف بحر کی روانی اور موسیقیت سے ہم آہنگ ہوتے ہیں:

ذرا آؤ تو اب اِس رات والے کو ذرا دیکھیں
کہاں ہے؟ ظلمتِ غم کے اُجالے کو ذرا دیکھیں

(نادؔم صابری، شاہنامہ حسین)

نادؔم صابری نے صنائع و بدائع کا استعمال خوب صورتی سے کیا ہے۔
صنعتِ تضاد کو کمال خوبی سے بیان کیا ہے:

اُدھر کثرت اِدھر وحدت، اُدھر ثروت اِدھر غربت
اُدھر شیطاں اِدھر رحماں، اُدھر زحمت اِدھر رحمت

(نادؔم صابری، شاہنامہ حسین)

شاعری میں تشبیہ، استعارہ اور کنایہ نہ صرف معنی کی مختلف جہتوں سے ہم کنار کرتی ہے بلکہ قاری کے قلب و ذہن کو لطیف اثر سے آشنا

بھلا ہم کس طرح مہمان کو میدان میں بھیجیں
کہ جیتے جی ہم اپنی آن کو میدان میں بھیجیں

(نادؔم صابری، شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین" میں تقدیر کا موضوع بھی بیان ہوا ہے۔ تقدیر کا لکھا دامن گیر ہو کر رہتا ہے۔ اسی تقدیر نے حضرت آدم کو جنت سے نکلوایا۔ حضرت ایوب سے صبر و سکون چھینا۔ اِسی تقدیر کی وجہ سے حضرت امام حسین مدینہ چھوڑ کر کربلا پہنچتے ہیں۔ نادؔم صابری لکھتے ہیں:

یہی تقدیر ہے جو ہر کس و ناکس پہ بھاری ہے
یہی تقدیر ہے جس کا عمل ہر آن جاری ہے

(نادؔم صابری، شاہنامہ حسین)

نادؔم صابری نے شانِ اہل بیت، اِن کی حق کے لیے لڑائی اور اسلام کے محبت و وفا کے فلسفے کے ساتھ ساتھ اہل کوفہ کے دغا، بے وفائی، ظلم و ستم اور انعام کی لالچ کو بھی مرثیے کا موضوع بنایا ہے۔ واقعۂ کربلا دینِ اسلام کی سربلندی اور حق و باطل کے فرق کو عیاں کرنے کے لیے عظیم شہادتوں کی داستان ہے۔ یزید نے دولت اور حکومت کے لیے جنگ کی اور بظاہر جیت کر بھی ہار گیا اور گمنامی کے اندھیروں کی نذر ہو گیا اور امام حسین کی قربانی امر ہو گئی۔

رشید ارشد چلاسی لکھتے ہیں:

"واقعہ کربلا میں ایک طرف یزید کا لشکر دنیاوی بادشاہت کے حصول کے لیے صفیں باندھ رہا تھا تو دوسری طرف امام عالی مقام اپنے نانا کے پیارے دین کی سربلندی کے لیے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار تھے" (رشید حسن چلاسی، شاہنامہ حسین، روزنامہ اوصاف ملتان)۔

"شاہنامہ حسین" کی اہم ترین صفت سادگی، صفائی اور خوبیٔ بیان ہے۔ اِس میں بلند تخیل، الفاظ کا صحیح استعمال، رمزیت و ایمائیت، درد و غم، سادگی، صداقت، فصاحت و بلاغت شامل ہیں۔ نادؔم صابری کی موزونی طبع کے ساتھ ساتھ اِن میں مثبت سوچ اور حساس دل بھی تھا جس نے انہیں اِس صنف کے لکھنے پر زور دیا لیکن عام طور پر مرثیہ لکھتے وقت ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جن سے رقت طاری ہو جاتی ہے

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

تغزل شعر کی معنوی اور لفظی خصوصیات کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور اس سے شعر میں رنگینی اور لطافت پیدا ہوتی ہے۔ جذبے کا سوز، بے ساختگی اور رمز و ایما ہو تو تغزل پایا جاتا ہے۔ "شاہنامہ حسین" میں یہ عناصر پائے جاتے ہیں:

عیاں کا غم نہاں کا غم اِدھر کا غم اُدھر کا غم
کہیں نورِ نظر کا غم کہیں لختِ جگر کا غم
ہزاروں داغ سینے پر، لیکن دھو نہ سکتے تھے
رُلانے کے لیے سوزِ خم تھے پر رو نہ سکتے تھے

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

امیجری کے خوب صورت استعمال سے شاعر کے جذبات و احساسات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اِس حوالے سے ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی رقم طراز ہیں:

"کسی چیز یا امر یا حالت کو اِس طرح بیان کرنا کہ اس کی چلتی پھرتی، جیتی جاگتی تصویر سامنے آجائے، محاکات ہے۔"

(ابو اللیث صدیقی، لکھنو کا دبستانِ شاعری)

نادمؔ صابری نے مرثیے میں محاکات اور منظر کشی بھی خوب کی ہے۔ ۱۰ محرم کی رات کی منظر کشی یوں کی گئی ہے:

ردائے ماتمی اوڑھے ہوئے یہ سر بسر آئی
سکون و صبر کو کرتی ہوئی زیر و زبر آئی
گرا غلمان کے ہاتھوں سے ساغر عیش و عشرت کا
کلیجہ غم سے ٹکڑے ہو گیا حوران جنت کا

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین" میں زبان کا استعمال بھی عمر، عہدے، مقام و مرتبہ، موقع و محل کے حوالے سے کیا ہے۔ عبداللہ بن عمیر کلبی جن کی اُس رات شادی ہوئی تھی۔ یزیدی فوج سے لڑنے کے لیے آتا ہے تو اُن کی بیوی جو کہ نئی دُلھن تھی اُس کی زبان ویسی ہی ہے جیسی نئی نویلی دُلھن کی ہوتی ہے:

یکا یک پردۂ چادر سے تصویرِ وفا بولی

بھی کرتی ہے اور اِس سے شعر میں معنی کی نئی دنیائیں آباد ہوتی ہیں۔ "شاہنامہ حسین" میں نادمؔ صابری نے تشبیہ و استعارہ کو خوبی سے برتا ہے۔ اِن کے ہاں نادر اور انوکھی تشبیہات کا استعمال ہوا ہے۔ تشبیہ اِن کے حسنِ بیان میں اضافہ کرتی ہے اور اِن کی قوتِ مشاہدہ اور قوتِ متخیلہ کو مزید نکھارتی ہے جس سے شعر کی لطافت اور زیادہ گہری اور معنویت سے بھرپور ہو جاتی ہے:

وفا کے کان میں جب دردِ اُلفت کی پکار آئی
تو پھر بے تاب ہو کر شمع خود پروانہ وار آئی

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

زمیں سے آسماں تک دھول کا تاریک بادل تھا
فضا کی آنکھ میں مٹی کا ظلمت خیز کاجل تھا

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین" میں تلمیحات کا خوب صورت استعمال بھی کیا گیا ہے:

خلیل اللہ کی سنت مکمل ہونے والی ہے
تیرے ماتم میں دنیا تا قیامت رونے والی ہے

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

نادمؔ صابری نے مبالغہ آرائی اِس طرح کی ہے کہ پڑھنے والا بات آسانی سے سمجھ جاتا ہے:

فضا میں ہر طرف اب کڑکڑاہٹ سنسناہٹ تھی
ہوا کا ساز اِس دم ناوکوں کی زنزناہٹ تھی
کمانوں کی کڑک سے زلزلہ آ گیا رَن میں
وہ تیروں نے گھٹا باندھی اندھیرا چھا گیا رَن میں

(نادمؔ صابری، شاہنامہ حسین)

نادمؔ صابری نے مرثیے میں استفہامیہ انداز کو کمال خوبی سے برتا ہے۔ یزیدی فوج اور لشکرِ ایمان نیز حق و باطل کا فرق، وفا اور شہادت کے رتبے کو بھی سوالیہ انداز میں پیش کیا گیا ہے:

بتا! مولا بتا! مہمان کو لے کر کدھر جاؤں؟
تیرے در کے سوا یارب بتا اب کس کے در جاؤں؟

نادمؔ صابری نے جو واقعات مرثیے میں بیان کیے ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ اِس میں قرآن مجید اور اسوۂ رسول کو ہر مقام پر مقدم رکھا گیا ہے، جو روایت اِن کو اِس کی تائید میں ملی اُس کو قبول کیا باقی کو مسترد کر دیا۔

نادمؔ صابری نے مرثیے کی زبان میں نہ صرف خطیبانہ حسن پیدا کیا بلکہ فنی نقطۂ نظر سے مرثیے کی ایک مخصوص ترتیب بھی مقرر کی جس میں تمہید، سراپا، رخصت، آمد، رجز، واقعاتِ جنگ، شہادت، بین اور سلام شامل ہیں لیکن اِس میں 'بین' کو کم جگہ دی گئی ہے کیوں کہ اِس کے پیچھے اہلِ بیت کی بیبیوں کا احترام مقدم تھا۔"شاہنامہ حسین"میں 'دُعا' نہیں لکھی گئی بلکہ اُس کی جگہ 'سلام' درج ہے۔

نادمؔ صابری نے کربلا کے تمام واقعات ابتدائے سفر، سفر کی مصیبتیں، کربلا کے راستے میں مسلم کی شہادت کی خبر، اہلِ کوفہ کا پانی بند کر دینا، ظلم و ستم، میدانِ جنگ میں شہادت، غرض اِن تمام واقعات کو صحت کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن اہلِ بیت کی واپسی مدینہ کو نظم نہیں کیا جس کی وجہ مخدرات عصمت مآب کا احترام ہے۔

نادمؔ صابری خود لکھتے ہیں:

' 'مخدرات عصمت مآب کے ذاتی اسمائے گرامی کو بہ تکرار تحریر نہ کیا جائے۔ حتی المقدور ذاتی نام لکھنے سے اجتناب کیا جائے تا کہ خانوادۂ رسالت کا احترام جو ہم سب پر واجب ہے، برقرار رہے" (نادمؔ صابری،شاہنامہ حسین)۔

"شاہنامہ حسین"میں اِس بات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ آلِ اطہار پر جو مصائب و تکلیفوں کے پہاڑ ٹوٹے ہیں اُن کے ردِ عمل میں اللہ کی رضا، صبر و استقلال اور تسلیم و رضا کو کسی مقام پر بھی نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیا بلکہ اِس مرثیے میں حضرت امام حسین اور اُن کے رفقاء کے تبلیغی پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے تا کہ ملتِ مسلمہ آلامِ روزگار میں صبرِ حسین کو مشعلِ راہ بنائے اور صراطِ مستقیم کا سفر جاری رکھے۔

نادمؔ صابری کے کلام میں صداقت کے ایسے عناصر بھی موجود ہیں جن میں ابدیت مضمر ہے جو ہزاروں مخالفتوں کے باوجود زندہ رہتی ہے

جھکا کر چشمِ ارماں پیکرِ شرم و حیا بولی
کہا سرتاج جاتے ہو اکیلے باغِ جنت کو
خدارا ساتھ لے جاؤ میری بربادِ اُلفت کو
(نادمؔ صابری،شاہنامہ حسین)

"شاہنامہ حسین"میں لشکرِ حسین کے جو کردار ہیں وہ سب کے سب منشائے ایزدی کے تابع ہیں۔ حضرت امام حسین جو کہ مرثیے کا مرکزی کردار ہیں، جن کی سیرت اللہ کے رسولؐ اور حضرت علی مرتضیٰ کی سیرت کی جامع تصویر ہے۔ حضرت امام حسین سر کٹانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں لیکن یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ کربلا کی زمین اپنی تدفین کے لیے خریدتے ہیں۔ پانی بند ہو جاتا ہے اِس پر صبر کرتے ہیں۔ شبِ عاشور کی مہلت ملتی ہے جسے تمام رات عبادت کر کے گزارتے ہیں۔ حضرت امام حسین کی میدان میں آمد اِن کے کردار کی عکاسی کرتی ہے:

وہ آیا راکبِ دوشِ محمدؐ مصطفیٰ آیا
وہ آیا وارثِ جنت امام الاولیاء آیا
وہ آیا جو پلا آغوش میں خاتونِ جنت کی
وہ آیا جس کے دِل میں آرزو مچلی شہادت کی
وہ آیا ساقیٔ کوثر کا فرزندِ جلیل آیا
وہ آیا شکل و صورت میں پیغمبر کا مثیل آیا
(نادمؔ صابری،شاہنامہ حسین)

نادمؔ صابری نے حضرت امام حسین اور اُن کے رفقاء کے زندہ کرداروں کی کردار نگاری سے جہاں ایک طرف اپنی شاعری کو آشنائے حیات کیا وہاں دوسری طرف اِن کے فن کے سہارے وہ کردار جو ہدایت و عقیدت کا منبع تھے اپنی عظمت کے ساتھ تہذیب کا جز بن گئے۔

نادمؔ صابری کی کردار نگاری کا کمال یہ بھی ہے کہ اِن کے کردار تہذیب و معاشرت کے لحاظ سے عربی ماحول میں چلتے پھرتے ہیں۔ مثلاً میدانِ جنگ میں شوہر، بھائی یا بیٹے کی شہادت پر یہ خواتین آہ و زاری نہیں کرتیں بلکہ اللہ کی رضا پر راضی اور صبر کرتی ہیں۔

اور اس کا فیضان ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ نادمؔ صابری نے کسی بھی مسلک کے مسلمان کی اعتقادی تردید یا تائید سے اجتناب کیا اور صرف روحانی اندازِ فکر اور اتباعِ رسول کو اپنایا تاکہ کوئی فروعی اختلاف پیدا نہ ہو۔

"شاہنامہ حسین" میں اِس بات کو بھی سامنے رکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کے مابین اتحاد و اتفاق ہو۔ اِس لیے حضرت امام حسین کی محبت وعقیدت کو اِس انداز میں پیش کیا گیا کہ مسلمانوں کے دو معروف فرقوں کے درمیان اسوۂ حسینی رابطے کی پل نظر آتی ہے۔

حوالہ جات:

ابو اللیث صدیقی، ڈاکٹر، (۲۰۰۲ء) لکھنو کا دبستانِ شاعری، جلد دوم، کراچی: غضنفر اکیڈمی پاکستان، ۳۰۔ اُردو بازار، ص ۳۷۱

رشید ارشد چلاسی، (۱۸ نومبر ۲۰۱۲ء)، ملتان: روزنامہ، "اوصاف"، سنڈے میگزین، ص ۱۲

کفایت حسین کھوکھر، (۵ دسمبر ۲۰۱۱ء)، ملتان: روزنامہ، شاہنامہ حسین، اوصاف، ص ۲

عبد الرشید، (اپریل ۱۹۸۷ء)، پیش لفظ، شاہنامہ حسین، حصہ اوّل، خان پور: مکتبہ پیامِ حریت، ص ۱۲

نادمؔ صابری، (اپریل ۱۹۸۷ء)، شاہنامہ حسین، حصہ اوّل، خان پور: مکتبہ پیامِ حریت، ص ۳۵

نقی نقوی، سید، (۴ دسمبر ۲۰۱۱ء) شاہنامہ حسین، لاہور: جنگ، سنڈے میگزین، ص ۲

References

Abul Laith Siddiqui, Dr. (2002) Lucknow's School of Poetry, Volume II, Karachi: Ghazanfar Academy Pakistan, 30. Urdu Bazaar, p.371

Rashid Arshad Chalasi, (November 18, 2012), Multan: Daily, "Oasaf", Sunday Magazine, p. 12

Kifayat Hussain Khokhar, (December 5, 2011), Multan: daily newspaper, Shahnama Hussain, Usaf, p. 2

Abdul Rasheed, (April 1987), Foreword, Shahnama Hussain, Part I, Khanpur: Maktaba Payam-i Hurriyat, p.12

Nadam Sabri, (April 1987), Shahnameh Hussain, Part I, Khanpur: Maktaba Payam-i Hurriyat, p.35

Naqi Naqvi, Syed, (December 4, 2011) Shahnameh Hussain, Lahore: Jang, Sunday Magazine, p.2